سیرتِ امام احمد رضا

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ



مسلم کتابوی لاہور

گونج گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

سیرتِ امام احمد رضا

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

مسلم کتابوی
گنج بخش روڈ
دربار مارکیٹ، لاہور
فون: ۷۲۲۵۶۰۵

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا
نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

- نام کتاب —— سیرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ
- تحریر —— حضرت علامہ عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمۃ
- صفحات —— ۶۴
- طابع —— اشتیاق احمد، مشتاق پرنٹرز
- اشاعت —— ۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۶ را پریل ۲۰۰۴ء
- ناشر —— مسلم کتابوی، لاہور
- قیمت —— ۲۱ روپے

ملنے کا پتا

مسلم کتابوی، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ. لاہور
فون نمبر:- ۷۲۲۵۶۰۵

عربی میں شرح لکھ دی اور تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۷۰ء کو تمام علومِ دینیہ عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر کے سندِ فراغ حاصل کی۔ اُسی روز رضاعت کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب لکھ کر اپنے والد محترم، مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغرضِ اصلاح پیش کیا۔ جواب بالکل درست تھا۔ والد ماجد نے اُسی روز سے فتویٰ نویسی کی ذمہ داری آپ کے سپرد کر دی اور خود اِس بارِ گراں سے سبکدوش ہو کر باقی عمر یادِ الٰہی میں بسر کرنے کا تہیّہ کر لیا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مرزا غلام قادر بیگ سے پائی، اکثر علومِ دینیہ، عقلیہ و نقلیہ اپنے والد ماجد نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) سے حاصل کیے۔ بعض علوم کی تکمیل مولانا عبدالعلی رام پوری، مرشدِ گرامی شاہ آلِ رسول مارہروی (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) اور شاہ ابوالحسین نوری مارہروی (المتوفی ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) سے کی۔ ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۵ء میں آپ کی شادی خانہ آبادی ہوئی۔ یہ مبارک تقریب شرعی طریقے پر انتہائی سادگی سے انجام پائی اور کوئی لایعنی رسم اِس موقع پر طرفین سے ادا نہ کی گئی۔

۱۲۹۴ھ/۱۸۷۸ء میں اعلیٰ حضرت اپنے والد ماجد کے ہمراہ، مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور سیّد آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے۔ ساتھ ہی چاروں سلاسل کی اجازت اور خرقہ خلافت سے بھی نوازے گئے۔ اہلِ نظر تو یہاں تک کہتے ہیں کہ حضرت پیر و مرشد اِس بیعت کے چند روز پہلے سے یُوں نظر آتے تھے جیسے کسی کا انتظار کر رہے ہوں اور جب یہ دونوں حضرات حاضرِ خدمت ہوتے تو بشاش ہو کر فرمایا: "تشریف لائیے، آپ کا تو بڑا انتظار تھا۔" (واللہ اعلم بالصواب)۔ مرشدِ گرامی کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے اِس موقع پر انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا اور اُس کی وضاحت بایں الفاظ فرمائی:

"آج وہ فکر میرے دِل سے دُور ہو گئی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ پُوچھے گا کہ اے آلِ رسول! تُو میرے لیے کیا لایا ہے؟ تو میں عرض کروں گا کہ الٰہی! میں تیرے لیے "احمد رضا" لایا ہوں۔" [1]

---

[1] بدرالدین احمد، مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کانپور، ص ۲۳

بے اثر بنانے کی بڑی زور کوشش کی ۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا خاں بریلوی والا "دو قومی نظریہ" ہے جس کی بنا پر پاکستان کا وجود اور قیام عمل میں آیا ۔

امام احمد رضا خاں بریلوی کو علمِ ریاضی میں کہاں تک کمال حاصل تھا اور یہ علم آپ نے کہاں سے حاصل کیا تھا ؟ اِن سوالات کے سلسلے میں ایک واقعہ پیش کرتا ہوں ، جس میں جملہ امور کا شافی جواب ہے :

"ایک مرتبہ سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر دینیات علی گڑھ کالج نے اعلیٰحضرت کی خدمت میں اِس مضمون کا خط لکھا کہ : "ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب جو علمِ ریاضی میں جرمن ، انگلینڈ وغیرہ ممالک کی ڈگریاں اور تمغہ جات حاصل کیے ہوئے ہیں ، عرصہ سے حضور کی ملاقات کے مشتاق ہیں ۔ پھر چونکہ وہ ایک جینٹل مین ہیں ۔ اِس لیے آپ کی خدمت میں آتے ہوئے جھجک محسوس کرتے ہیں لیکن اب میرے کہنے اور اپنے اشتیاقِ ملاقات کے سبب حاضر ہونے کے لیے آمادہ ہو چکے ہیں ، لہٰذا اگر وہ پہنچیں تو انھیں باریابی کا موقع دیا جاتے ۔"

اعلیٰحضرت نے حضرت مولانا کو جواب بھیجا کہ وہ بلا تکلف تشریف لے آئیں چنانچہ دو چار روز کے بعد ڈاکٹر سر ضیاء الدین بریلی پہنچ کر اعلیٰحضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ نماز کے بعد دورانِ گفتگو میں اعلیٰحضرت نے ایک قلمی رسالہ پیش کیا ، جس کو دیکھتے ہی ڈاکٹر صاحب حیرت و استعجاب میں ہو گئے اور بولے کہ میں نے اِس علم کو حاصل کرنے کے لیے بارہا غیر ممالک کے سفر کیے مگر یہ باتیں کہیں بھی حاصل نہ ہوئیں ۔ میں تو اپنے آپ کو اِس وقت بالکل طفلِ مکتب سمجھ رہا ہوں ، مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ اِس فن میں آپ کا استاد کون ہے ؟

اعلیٰحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرا کوئی استاد نہیں ہے ۔ میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے جمع ، تفریق ، ضرب اور تقسیم کے چار قاعدے صرف اِس لیے سیکھ لیے تھے کہ ترکہ کے مسائل میں اُن کی ضرورت پڑتی ہے ۔ شرح چغمینی شروع کی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا کہ اِس میں اپنا وقت کیوں صرف

کرتے ہو، مصطفیٰ پیارے کی بارگاہ سے یہ علوم تم کو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔[۱]

اسی علمِ ریاضی کے متعلق ایک واقعہ اور پیشِ خدمت ہے، جس سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جب کسی پر حبیب پروردگار، احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصی نظرِ کرم ہو جائے تو اُسے کس کس طرح نوازا اور نکھارا جاتا ہے۔ علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ یُوں رقمطراز ہیں:

"مولانا محمد حسین صاحب میرٹھی بانی طلسمی پریس بیان کرتے ہیں کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر، جنھوں نے ہندوستان کے علاوہ یورپ کے ممالک میں تعلیم پائی تھی اور ریاضی میں کمال حاصل کیا تھا اور ہندوستان میں کافی شہرت رکھتے تھے، اتفاق سے اُن کو ریاضی کے کسی مسئلہ میں اشتباہ ہوا، ہرچند کوشش کی مگر وُہ حل نہ ہوا۔ چونکہ صاحبِ حیثیت تھے اور علم کے شائق، اس لیے قصد کیا کہ جرمن جا کر اُس کو حل کریں۔۔۔۔ وائس چانسلر صاحب نے بتایا کہ میں ریاضی کا ایک مسئلہ پُوچھنے آیا ہوں۔ اعلیٰحضرت نے فرمایا، پُوچھیے۔ وائس چانسلر صاحب نے کہا: وُہ ایسی بات نہیں ہے جسے مَیں اتنی جلدی عرض کر دُوں۔ اعلیٰحضرت نے بتایا، آخر کچھ تو فرمایئے۔ غرض وائس چانسلر صاحب نے سوال پیش کر دیا۔ اعلیٰحضرت نے سُنتے ہی فرمایا: اِس کا جواب یہ ہے۔ یہ سُن کر اُن کو حیرت ہو گئی اور گویا آنکھ سے پردہ اُٹھ گیا۔ بے اختیار بول اُٹھے کہ مَیں سُنا کرتا تھا کہ علمِ لدنی بھی کوئی چیز ہے، آج آنکھ سے دیکھ لیا۔ میں اِس مسئلہ کے حل کے لیے جرمن جانا چاہتا تھا کہ ہمارے پروفیسر جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے میری رہبری فرمائی۔"[۲]

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں، دُرِّ بے بہا دیئے ہیں

---

[۱] بدرالدین احمد، مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کانپور، ص ۲، ۷، ۲

[۲] ظفرالدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰحضرت، ص ۱۵۳